ضروری اطلاع ۔ کوئی صاحب بلا اجازت مرتب قصد طبع نہ فرمائیں۔

إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً وَإِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا

الحمد للہ المنان یہ دیوان جس کی ہر سطر مروارید فصاحت کی سلک آبدار جس کا ہر مصرع گلہائے بلاغت کا خوشنما ہار جلکہ ہر لفظ عمدہ پاکیزہ زیور حسن سے آراستہ تحقیق صوری و معنوی کا دریا خوبی کے سانچہ میں ڈھلا ہوا بحر محبت محبوب رب العزت کو کمال جوش و خروش میں لانیوالا جان شاران سید عالم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو مست و بیخود بنانے والا سبحان اللہ یہ وہ دیوان ہے جس کی نظیر عالم میں مفقود سراپا محمود و مسعود

مسمّٰی باسم تاریخی

حدائقِ بخشش

۱۳۲۵ھ

حصہ سوم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی صفحہ ۳۷ پر ہے۔

از نتائج طبع رسائے سرآمد فصحا و بلغا استاد الشعرا سید المحققین واقف رموز خفیہ و جلیہ کاشف غوامض علیہ حلال مشکلات ہر علم و فن علامہ زمن مرجع العلما تاج الکملا محی الملۃ والدین شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ مجدد اعظم دین و ملت مولنا الحاج مولوی مفتی حافظ قاری شاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب سنی حنفی قادری برکاتی آل رسولی بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا۔

مرتّبہ

فقیر سگ رضوی ابو الظفر محب الرضا محمد محبوب علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفر اللہ لہ مفتی اعظم ریاست پٹیالہ

بفرمائش

مولنا مولوی حافظ قاری سید محمد نور الحق صاحب قادری برکاتی قاسمی و محبان سنیت جناب حاجی ہاشم حاجی جمال صاحب قادری و جناب حاجی آدم جی حاجی جمال صاحب قادری برکاتی قاسمی گونڈلی و حاجی ابو بکر حاجی احمد قادری برکاتی قاسمی بمبئی و جناب منشی مصطفیٰ خاں صاحب قادری برکاتی قاسمی زید مجدہم

مقام اشاعت: کتب خانہ اہلسنت۔ جامع مسجد۔ ریاست پٹیالہ

تعداد ۱۰۰۰ ۔ نمبر ۹ ۔ مرکزی جماعت اہلسنت مارہرہ شریف ۔ ضلع ایٹہ ۔ قیمت

انھیں کے واسطے شایاں ہے اَلَّذِیْنَ مَعَہٗ
ملا ہے نشو و نما گلبن حجاز کے ساتھ
نہ چھوڑا بعدِ فنا بھی نبی کے قدموں کو
الٰہی چاروں خلیفہ کا صدقہ اِعْفِ عَنِّیْ

وہ جوش بحر معیت رہا کہ حد نہ کنار
رہیگا ہے تا دمِ آخر حضوری دربار
او کھینچگے دست بدست جناب روز شمار
طفیل سید عالم قِنَا عَذَابَ النَّار

۱۹	مقطع دستیاب نہ ہوا	۴۳

قصیدہ در مناقب شریفہ ام المومنین محبوبۂ سید المرسلین حضرت سیدتنا صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آج فردوس میں کس کان حیا کا ہے گزر
بخیہ تار نگہ و سوزن مژگاں سے کرے
نہ اوٹھے آنکھ رہے اپنی طرف آج نگاہ
پتلی اندھا رہ بتا سب ہیں فلک سے شفاف
مردم دیدہ نظر بند ہیں اب لے کے عصا
تھمیں جو بے پردہ عنادل ہیں وسانِ چمن
چلمنیں چھوڑ دو پلکوں کی چکیں ڈالدو جلد
نیل ڈھل جائیگا آنکھوں کا فلک یاد رہے
آنکھیں ہو جائینگی اے ماہ جہاں دیدہ سپید
گرچہ دستِ ہوس دہر سے دامن ہے بری
روح معشوقِ بے عشق تھی پر اب دخل نہیں
شوخ دیدہ کو نہ کھیں اہل چمن آنکھوں میں
خاک اوڑاتی پھری آوارہ ہر دشت و چمن

حکم ہے سبزہ بیگانے کو باہر باہر
آج آنکھوں میں ہے اک بلبلِ بیباک نظر
ہے یہ خود بینی خدا بینی کی جانب منجر
سات پردے میں نمائش کے چلی تجھ پر
پہرہ دیتا ہے دنبالۂ سرمہ در پر
شرم سے لیتی ہیں دامان صباب منہ پر
کہہ دو مردم کو کہ دامان نگہ لیں منہ پر
وا اگر یوں ہی رہی آج بھی چشم اختر
چشم بد دور ہوا تو بھی بہت شوخ نظر
مگر آوارہ ہر جا ہے عروس خاور
بار پائے مزے آغوش بدن میں لے کر
نرگس از بس ہے پریشاں نظری کی خوگر
اب حضوری کی ہوا سر میں ہے اے بادِ سحر

خدمت گشت معاف آج رہے گوشہ نشیں
روشنیں آئنہ چرخ آئنہ پر تو کا ہجوم
غم صیاد سے فارغ ہیں عنادل کہ یہاں
عکس باہم سے عجب لطف صفائے بخشا
یہ بنا تختِ زمرد وہ بنا افسر لعل
حور رودیت کے لئے شوق سے آنکھیں ملیں

حکم سرکار ہے او بندۂ داغی قمر
سمرا شجار شجر ہیں نہ اشجار شجر
سب زمیں آئینہ ہے دام چھپیگا کیونکر
سبز ہیں لالہ و گل سبزۂ و اوراق اخضر
واہ کیا سبزۂ و گل نے ہیں دکھائے جوہر
اسی سرکار کی مملوک ہے حوض کوثر

علیحدہ

تنگ و چست اُن کا لباس اور وہ جوبن کا ابھار
یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن مرے دل کی صورت
خوف ہے کشتی ابرو نہ بنے طوفانی
خامہ کس قصد سے اوٹھا تھا کہاں جا پہنچا
تنِ اقدس میں لباس آیۂ تطہیر کا ہو
یا حمیرا کا تنِ پاک یہ گلگوں جوڑا
ہیں کہاں مالنیں سرکار کی عفت حرمت
چمن قدس کے بیلے کا جبیں پر جھپکا
باغ تطہیر کی کلیوں سے بنائیں کنگن

مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لے کر
کہ ہوئے جاتے ہیں جامہ سے بروں سینہ و بر
کہ چلا آتا ہے حسن ابد کی صورت بڑھ کر
راہ نزدیک سے ہو جانب تشبیب سفر
سورۂ نور ہو سر پر گہر آمان معجر!
کَالْبَیْضِ کے در آویزۂ گوش اطہر
کہہ دو مجرے کو بہ میں پھولوں کا گہنا لیکر
نَحْنُ اَقْرَبُ کی چنبیلی سے گلے کا زیور
آیۂ نور کا ماتھے پہ منور جھومر

علیحدہ

بانوا تیر اسرا پردہ عفت و رفیع
لبس کے جز حضرت شہ دل میں نہیں ورکو جا

جس میں بے اذن نہ روح قدس کو بھی گزر
شاہزادوں سے بھی خالی ہے کنار اطہر

سورۂ نور نے کالے کیے منہ اعدا کے
لعنۃ اللہ علی کل شقی اکفر

تیری تدقیق پہ عش عش حیدر و نجل ہاشم
تیری تحقیق کے قائل عمر و ابن عمر

کوئی خاتون تری طرح کہاں سے لائے
باپ صدیق سا اور ختم رسل سا شوہر

تیرے جلوے سے رہی مسند افتا روشن
عہد صدیق سے تا دور جناب حیدر

گو سیہ کار ہے لیکن کلمہ سے ہے امید
تیرے بیٹوں میں گنا جائے نہ فنگ مادر

عاق وہ ناخلف کور نمک ناحق کوش
تجھ سے جو دل میں رکھے سوئے عقیدت تل بھر

غم رسانی نے جب ان ماؤں کی خار رہ خلد
وائے اُس پر کہ غنیں جس سے ہے تجھ سی مادر

تیل بھی خوب ہی نکلے گا تپ محشر میں
آج جس دل میں ترا سوئے ادب تل بھر

جبرئیل اور تجھے تسلیم بایں قدر جلیل
وزرا مجرئی بانوے سلطاں ہیں مگر

یاد وہ مجمع رنگین عروسان حجاز
اور بیبیاں کہ چھپائیں گی نہ حال شوہر

مادر زرع کی شادابی کشت امید
برق خرمن وہ طلاق اور نکاح دیگر

رنگ عشرت سے کسی گل پہ نکھر تا جوبن
خار حسرت سے کسی پھول کا پہلو مضطر

داغ حرماں کا کوئی چاند کا ٹکڑا شاکی
مصلحت تھی کہ توجہ نہ ہوئی ان کی ادھر

۲۰ — **متفرق اشعار تشبیب** — ۱۲

یہ اٹھی گرد غم لے ماہ تری فرقت میں
کہ ہوئی چشمۂ خورشید میں پیدا دلدل

سبزۂ شیشوں میں اگا رنگ نرالا یہ جما
ہو گیا قصر زمرد جو بنا شیشہ محل

اشک شادی کے سوا کیا ہے وضوئے دلکو
آب باراں تو کیا پھولوں نے سب مستعمل

فیض موسم پہ اُگے پیڑ ہر اک دانے میں
چمن ناز ہوئی پائے حسیں میں چھاگل

گر رباعی لکھے شاعر تو قصیدہ ہو جائے
فرد لکھے تو بنے نشو و نما پا کے غزل

کس تجمل سے شفق میں ہے عروس خورشید
آسمانی ہے دوپٹہ تو سنہرا آنچل

جوشش نامیہ نے رنگ دکھائے ایسے
کر نکل آئی عقیق شجری میں کونپل

یہ نمو ہے کہ سما سکتے نہیں ہیں اعداد
نقش حوا کی جگہ لکھتے ہیں اب نقش اجمل

کسر نو خانہ گردوں کے مثلث میں پڑی
عمل بغض کی تدبیر ہوئی سب مہمل

نحس وانحس کا نہ ایام میں کچھ دخل رہا
نہ سہ شنبہ میں ہے مریخ نہ شنبہ میں زحل

چاشنی لب بے رحم کو لے کر چاہیں
زہر آلود ہے ان تلخ مزاجوں کا عسل

عمر صرف عبث و لہو معاصی میلاں
میری میزان عمل میں نہیں حبہ لا تفعل

۲۱ — مقطع دستیاب نہیں ہوا ہے — ۶

کہتا رہا کہ جانب عصیاں نہ آئے دل
ان رہزنوں نے لوٹ لی آخر سرائے دل

چمکا کے برق جلوہ جلا دیجئے طور ساں
ادنیٰ اگر کہا تو یہی ہے سزائے دل

آہستہ پاؤں رکھنا مدینے کے رہرو
دل فرش راہ ہے نہ کوئی ٹوٹ جائے دل

جوش ہوائے نفس ہے عصیاں کا دور ہے
دل کی خبر لے جلد مرے غمزدائے دل

یہ غافل اور جنجال ترے در ہے شکیبار
پتھر کا ہوش اس سے تو یارب بجائے دل

فریاد مہر حشر سے اے صاحب لوا
لگتا ہے دن کو قافلہ بینوائے دل

۲۲ — مقطع دستیاب نہ ہوا — ۲۴

قصیدہ مدحیہ در شان افضل العلماء اکمل الکملاء بقیۃ السلف حجۃ الخلف تاج الفحول محب رسول حضرت مولانا مولوی حافظ حاجی محمد عبد القادر صاحب قادری عثمانی بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسمی باسم تاریخی

چراغ انس

اے امام الہدی محب رسول
ہم دین کے مقتدا محب رسول

علوم میں ہو تبحر تو ورثہ آبا
جبینِ طبع ہے ناسودہ داغِ شاگردی
مگر جو ملہمِ غیبی مجھے بتاتا ہے

ڈبوؤں آبرو کیوں کر کے بحرِ شعر عبور
غبارِ منتِ اصلاح سے ہے دامن دور
زبان تک اسے لاتا ہوں میں بلحج حضور

شاعری اگر آدابِ شریعت کے خلاف ہو تو ناجائز و گناہ ہے۔ ایسے ہی بے لگام شاعروں کے حق میں قرآن پاک فرماتا ہے والشعراء یتبعھم الغاون ۝ بے ادب شاعروں کی پیروی وہی کرتے ہیں جو گمراہ ہیں۔ اور اگر آدابِ شریعت کے لحاظ کے ساتھ ہو تو محمود و مستحسن بلکہ اگر اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ثنا و مدح اور ان کے دشمنوں کے رد و قدح میں ہو تو اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے ایسی ہی شاعری حضرت سیدنا حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھی۔ جن کے لئے مسجد نبوی میں حضور انور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم منبر بچھاتے اور حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس پر کھڑے ہو کر قصیدے سناتے جن میں اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ثنا و تعریف اور کفار و مشرکین کی ہجو و مذمت ہوتی۔ حضور سرکار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خوش ہوتے اور فرماتے کہ جب تک حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ و رسول کی تعریف اور کفار کی برائی میں قصیدے پڑھتا ہے اللہ تعالےٰ روح القدس سے اُس کی تائید فرماتا ہے۔ ایسی ہی شاعری کے لئے ارشاد ہوتا ہے ان من الشعر لحکمۃ وان من البیان لسحرا یعنی بے شک بعض شعر سراسر حکمت و دانائی ہوتے ہیں اور بیشک بعض بیان جادو کی طرح تاثیر کرتے ہیں۔ حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شاعری بھی احکام اسلام کی تبلیغ کی اور حمایت دین و رد مرتدین کی ایک شکل تھی۔ حضور پُر نور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی کلام اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حمد و ثنا یا ان کے محبوبوں کی مدح و منقبت یا ان کے دشمنوں کی رد و مذمت سے خالی نہیں ملیگا۔ اور کیونکر ملے انہیں اللہ عزوجل نے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پاک کی تجدید و تائید و نصرت و حفاظت کے لئے دنیا میں بھیجا تھا۔ اُن کا کلام تو کلام اُن کا ہر کام حمایت مذہب اہلسنت کے گہرے رنگ میں

ڈوبا ہوا تھا۔ کسی رئیس یا نواب یا راجہ یا دنیوی وجاہت والے کی خوشامد یا تعریف میں حضور پُر نور قدس سرہ نے کبھی ایک غزل یا ایک قصیدہ تو کیا ایک شعر بھی نہ فرمایا۔ خود بدولت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ؎

کروں مدح اہلِ دُوَل رضاؔ پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا مرا دین پارۂ ناں نہیں

آجکل عام طور پر جاہل شعرا میں مشہور ہے کہ آدابِ شریعت کا لحاظ کرتے ہوئے شعر میں خوبی نہیں پیدا ہو سکتی مگر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عملی طور سے اُنکے اس قولِ باطل کا رد فرمایا۔ حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ کے دو دیوان بارہا طبع ہو چکے۔ اہلِ ذوق اُن سے مستفیض و مستفید ہو رہے ہیں۔ اور تیسرا دیوان حدائق بخشش حصہ سوم یہ حاضر ہے۔ شائقین ان کی زیارت سے مشرف ہوں۔ اور دیکھیں کہ آدابِ شریعت کی پابندی کے ساتھ زبان کی پاکیزگی، محاورات کی لطافت، الفاظ کی فصاحت، کلام کی بلاغت، عبارت کی رنگینی، مضامین کی دلکشی، تشبیہات کی عمدگی، استعارات کی خوبی، علمی اصطلاحات کی تلمیحیں، آیات و احادیث کے اقتباسات، غرض شاعری کے تمام لوازم اور ساری خوبیاں سبھی تو جمع فرما دی ہیں۔ اسی لئے تو فرماتے ہیں ؎

جو کہے شعر و پاسِ شرع دونوں کا حُسن کیونکر آئے
لا اوسے پیش جلوۂ زمزمۂ رضاؔ کہ یوں

اس کے ساتھ ہی کوئی شعر ایسا نہیں جس کا ثبوت کسی آیت یا حدیث سے نہ ہو یا ائمۂ دین کے کسی قول سے ماخوذ نہ ہو پھر صدہا شعر ایسے ہیں جن میں سے ایک ایک کی مکمل شرح کیجائے تو ضخیم مجلدات تیار ہو جائیں۔ اور کیوں نہ ہو کہ امام اہلسنت کا کلام ہے اور کلام الامام امام الکلام۔ امام اہلسنت کا ایک ایک شعر علوم و معرفت کا گنجینہ ہے اور ایک ایک شعر علوم کے سمندر کو اپنے اندر لے لینے والا ایک کوزہ ہے۔ حضور پُر نور امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اردو زبان میں دہلی یا لکھنؤ کے پابند نہ تھے

بلکہ حضور کی تحقیق میں جو محاورہ زیادہ فصیح وصحیح ہوتا اُسی کو اختیار فرماتے۔ خواہ وہ لکھنؤ کا ہوتا یا دہلی کا اور اسی سے حضور پُرنور کے کلام کا بالکل ایک نیا رنگ اور نرالا ڈھنگ ہے۔ حضور پُرنور قدس سرہ اردو کے علاوہ فارسی اور عربی میں بھی کلام فرماتے تھے اور وہ بھی ایسا فصیح و بلیغ ہوتا کہ فارسی کلام سن کر علما کو دھوکہ ہوتا کہ یہ کسی ایرانی قادر الکلام کا کلام ہے۔ اور عربی کلام تو سبحٰن اللہ اجنبی عربی داں کو تو یقین ہو جاتا کہ کسی محفوظ اللسان بدوی کا کلام ہے۔ اور قادر الکلامی کی یہ شان کہ تین تین سو شعر کا قصیدہ ایک مجلس میں فرما دیتے۔ اور قافیہ مکرر نہ ہوتا۔ چنانچہ ندوۂ مخذولہ کے رد میں عربی قصیدہ آمال الابرار اس کا ایک نمونہ موجود ہے۔ افسوس کہ حضور پُرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تین دیوان گم ہو گئے۔ جن میں ایک عربی تھا دوسرا فارسی اور تیسرا اردو اور حدائق بخشش کے دو ہی حصے اس وقت تک طبع ہوئے۔ اور اب خدا ورسول جل وعلا وصلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے فضل وکرم سے حدائق بخشش کا یہ تیسرا حصہ چھپکر شائع ہوا ہے۔ پھر بھی فارسی کلام بھی حدائق بخشش حصہ دوم اور حصہ سوم میں بہت سا موجود ہے۔ اہلِ انصاف خود دیکھکر انصاف کر سکتے ہیں اور حسد کا علاج ہمارے پاس نہیں ہے۔ پھر یہ بات بھی قابلِ لاحظہ ہے کہ حضور پُرنور قدس سرہ کا کوئی کلام ایسا نہیں جو صرف قال ہو حال نہ ہو بلکہ جو کچھ فرمایا ہے سراسر حال ہے۔ یہ واقعہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور دوسرے بھی اس کو دیکھنے والے بحمدہ تعالیٰ موجود ہیں کہ ایک حافظ صاحب جو حضور پُرنور امام اہلسنت قدس سرہ کے مخلصین میں سے تھے کچھ کلام بغرض اصلاح سنانے کے لئے حاضر ہوئے۔ اجازت عطا ہوئی سنانا شروع کیا۔ درمیان میں اس مضمون کے اشعار تھے کہ یا رسول اللہ میں حضور کی محبت میں دن رات تڑپتا ہوں۔ کھانا، پینا، سونا سب موقوف ہو گیا ہے۔ کسی وقت مدینہ طیبہ کی یاد دل سے علیحدہ نہیں ہوتی۔ اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حافظ صاحب اگر جو کچھ آپ نے لکھا ہے یہ سب واقعہ ہے تو اس میں شک نہیں کہ آپ کا بہت بڑا مرتبہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں آپ فنا ہو چکے ہیں اور اگر محض

شاعرانہ مبالغہ ہے تو خیال فرمائیے کہ جھوٹ اور کونسی سرکار میں جنہیں دلوں کے ارادوں خطروں قلوب کی خواہشوں اور نیتوں پر اطلاع ہے۔ جن سے اللہ عزوجل نے ما کان وما یکون کا کوئی ذرہ نہ چھپایا۔ اور اس کے بعد اس قسم کے اشعار کو کٹوا دیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت مجدد اعظم دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کلام میں جو کچھ ہے ہرگز مبالغہ نہیں ہے بلکہ یہ سراسر حال اور وارداتِ قلب ہیں۔ جنہیں حضور اعلیٰ حضرت قبلہ ہی کا قلب مبارک تھا جو ضبط فرماتا تھا۔ اس قلب اقدس کے اندر جوشش، عشق اور شورش، محبت اور تجلیاتِ محبوب کے سمندر سر بفلک موجیں مار رہے تھے مگر ضبط کا یہ عالم کہ مجال کیا تھی کہ اُن رموز واسرار کے سمندروں میں سے ایک قطرہ بھی چھلک کر زبان پر آجائے۔ خود بدولت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ؎

راز ہا بر قلب شاں مستور نیست — لیک افشا کردنش دستور نیست
ہر کجا گنجے ودیعت داشتند — قفل بر در بہر حفظش بستہ اند
در دل شاں گنج اسرار اے نکو — بر لب شاں قفل امر انصتوا

ہاں جس وقت بحرِ عشق ومحبت جوش مارتا اور ضبط کی طاقت نہ رہتی تو شاعری کے پردہ میں اُن رموز واسرار کا بیان ہو جاتا۔ اس راز کو وہی جانتے ہیں جو محرم اسرار ہیں جن کی آنکھیں اللہ عزوجل نے کھولدی ہیں۔ وہ دیکھ رہے ہیں کہ حضور پُرنور قدس سرہٗ کے ایک ایک شعر میں کیا کیا رموزِ ملکوت واسرار لاہوت بھرے ہوئے ہیں۔ ہم جیسے کوتاہ بینوں تنگ نظروں کو کیا خبر۔ الغرض ان کے مدارج عالیہ ومراتب جلیلہ کو اللہ والوں نے پہچانا۔ حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلیحضرت قدس سرہ کو چشم وچراغ خاندان برکاتیہ کا لقب عطا فرمایا۔ اور حضور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مرشد برحق حضور پُرنور سیدنا شاہ آلِ رسول احمدی مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے اگر مجھ سے خدا فرمائے گا کہ میرے واسطے کیا لایا تو میں احمد رضا کو پیش کر دونگا میں تو اس کوچہ سے نابلد ہوں۔ مثل مشہور ہے کہ ولی را ولی می شناسد۔ مجھ میں کیا

تاب نہیں ہے کہ اس راہ میں قدم رکھ سکوں۔ مجھے حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کچھ کلام جو ابتک چھپا نہیں ہے۔ بڑی کوشش و جانفشانی سے بریلی شریف، و سرکار مارہرہ مطہرہ دہلی بھیت و رام پور وغیرہ وغیرہ مختلف مقامات سے دستیاب ہوا جو آج برادران اہلسنت کی خدمات میں حدائق بخشش حصہ سوم کی شکل و صورت میں پیش کر رہا ہوں۔ مولیٰ تبارک و تعالیٰ اس حقیر و فقیر کی اس سعی کو قبول فرمائے آمین۔ اس مبارک دیوان میں کس کس چیز کی جانب ناظرین کرام کو توجہ دلاؤں۔ خود ملاحظہ فرما کر معلوم کریں گے۔ مثل مشہور ہے کہ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ صرف دو چیزوں کی جانب متوجہ کرتا ہوں۔ اول قصیدۂ مبارکہ مسمی بنام تاریخی فضائل فاروق ۱۳۰۸ دو سو سترہ شعر کا یہ قصیدہ ہے۔ چھوٹی بحر ہے مگر استعارات و تشبیہات علمی محاورات و تلمیحات و اقتباسات احادیث و ایات اور زبان کی پاکیزگی وغیرہ وغیرہ پڑھ کر ہی معلوم ہو سکتی ہیں۔ دوم غزل غزل الشفتین ص۱۹ پر ہے۔ اس غزل میں یہ صنعت ہے کہ ساری غزل میں کہیں پڑھنے والے کے دونوں ہونٹ نہیں ملتے۔ پھر چھوٹی بحر اور ایک ایک لفظ میں نکات و حقائق و دقائق کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہیں۔ سوم قصیدہ مبارکہ نعتیہ جو اصطلاحات علم ہیئات میں ہے ایسے ہی وہ قصیدہ جو حضرت سیدتنا صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مدح میں ہے اور بہت ہیں کہاں تک عرض کروں۔ احباب اہل سنت کی فرمائش کی تعمیل کرتے ہوئے اس مجموعہ کو شائع کرتا ہوں اور سنی بھائیوں بالخصوص رضوی بھائیوں سے عرض کرتا ہوں کہ میرے لئے دعائے عفو و عافیت کریں۔ والسلام

سگ آستان رضوی فقیر قادری رضوی مجددی لکھنوی غفرلہ

۲۹ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۴۲ھ

۲۵۱۲۰

خطبہ اول

الحمد لله رب الكون والبشر — حمداً يدوم دواماً غير منحصر
وافضل الصلوات الزاكيات على — خير البرية منجي الناس من سقر
ملك العباد الهى ان اشا حكما — سواك يا ربنا يا منزل السور
الا اقال الى المختار من مضر — صلى الاله على المختار من مضر
ان شئت فانهض الى الفاروق نسأله — فالحق يظهر من الفاظه الغرر
هلما اسرع نسأل عند حيدرة — ان لا نقول تحاكمنا الى عمر
اسمع كلام اولى العرفان والعلما — ففيهم الاسوة الحسنى لمعتبر
ان كان عندك برهان فابد لنا — ۳۷ الا امام سوى الاصرار والبطر
مالي اراك سليطاً تشتم العلما — ان الشتيمة يا هذا من الكبر
العبد يثني على المولى بحمدته — اشهى من الدر بل ابهى من الدرر

المنقول من التزک المرتضوی